معلومات دستیاب نہیں ہیں۔ آندریو رتمل کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنے جائزے میں اسی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جائزہ نگار کنگ کالج لندن کے جنگی مطالعہ کے شعبہ میں لیکچرر ہے۔

مصر

اصلاحات اور احساس محرومی

1. Saad Eddin Ibrahim, "Reform and Frustration in Egypt, "*Journal of Democracy*, 7 : 4 (October 1996), PP. 125 - 135.

زیر نظر تحریر میں مصر کے ان تضادات کا جائزہ لیا گیا ہے، جس میں مصر ایک طرف بڑھتی آبادی، وسائل کی کمی، کم پیدوار، بڑی اور نااہل بیورو کریسی اور بھاری بھرکم غیر ملکی قرضوں کے بوجھ سے دوچار ہے۔ دوسری طرف وہ حربی پوزیشن، بہترین موسم، غیر معمولی زرخیز ورثے، بے انتہا روحانی وسائل اور ایک غالب علاقائی کلچر سے مالا مال ہے۔ مصر میں اس وقت جو کشمکش چل رہی ہے، اس کا ملک کی معیشت، معاشرت، سول سوسائٹی، سیاسی عمل میں شرکت اور علاقے میں مصر کے مقام کے حوالے سے احاطہ کیا گیا ہے۔ تجزیہ نگار قاہرہ کی امریکی یونیورسٹی میں سوشیالوجی کا پروفیسر اور ابن خلدون سنٹر برائے ترقیاتی مطالعہ کے بورڈ کا چیئرمین ہے۔

مشرق وسطیٰ

مشرق وسطیٰ میں امریکہ کی پچاس سالہ قائدانہ پالیسی

1. Michael C. Hudson, "To Play the Hegemon: Fifty Years of US Policy Towards the Middle East", *Middle East Journal*, 50 : 3 (Summer 1996), PP. 329 - 343.

اس وقت امریکہ مشرق وسطیٰ میں ایک غالب قوت کی حیثیت سے موجود ہے۔ مائیکل سی ہڈسن نے اپنے جائزے میں بتایا ہے کہ امریکہ نے اس خطے میں دوسری جنگ عظیم کے بعد اپنے تین مقاصد یعنی اسرائیل، تیل اور کمیونزم مخالف کردار کو کامیابی سے کس طرح ہمکنار کیا اور تجویز کیا ہے کہ بڑے علاقائی موضوعات کو شامل کرنے کے لیے پالیسی میں توسیع کی جائے، تاکہ کلنٹن انتظامیہ کی طرف سے ایک "نئے مشرقِ وسطیٰ" کا تصور پروان چڑھ سکے۔ تاہم جائزے میں انتظامیہ کو خبردار بھی کیا گیا ہے کہ امریکہ علاقے میں اپنے قائدانہ کردار کو مغرورانہ انداز میں نہ چلائے کہ اس کے رد عمل میں کہیں امریکہ کے بنیادی مفادات کو ہی خطرہ لاحق نہ ہو جائے۔ تجزیہ نگار جارج ٹاؤن یونیورسٹی واشنگٹن میں عربی شعبہ اور بین الاقوامی تعلقات

کا پروفیسر ہے۔

جنگ خلیج

ایٹمی ہتھیار اور جنگ خلیج - سوچا سمجھا ابہام

2. William M. Arkin, "Calculated Ambiguity: Nuclear Weapons and the Gulf War", *The Washington Quarterly*, 19 : 4 (Autumn 1996), PP. 3 - 18.

تحریر میں جنگ خلیج کے دوران امریکہ کی طرف سے ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کے امکان کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ امریکہ کے سابق وزیر خارجہ جیمز بیکر کے حوالے سے مضمون میں بتایا گیا ہے کہ اگرچہ سرکاری طور پر یہ بات عام کی گئی تھی کہ عراق نے کیمیکل یا وسیع تباہی کے ہتھیاروں کا استعمال کیا، تو اس صورت میں امریکہ ایٹمی ہتھیار کا اختیار استعمال کر سکتا ہے۔ لیکن صدر جارج بش کا پختہ عزم تھا کہ وہ کسی صورت میں ایٹمی ہتھیار استعمال نہیں کریں گے۔ تاہم ان کی اس سوچ اور رائے سے دفتر خارجہ پینٹا گن اور فیلڈ کمانڈروں کو دانستہ بے خبر رکھا گیا تھا۔ یعنی عراق کو خوفزدہ رکھنے کے لیے امریکہ نے دانستہ "سوچے سمجھے ابہام" کی پالیسی کو اختیار کیا۔ ولیم ایم آرکن امریکی ادارے قدرتی وسائل کی دفاعی کونسل کے مشیر اور ایک جریدے "دی بلٹین آف دی اٹامک سائنٹسٹس" کے کالم نگار ہیں۔

فتح، جسے غلط سمجھا گیا

4. Stephen Biddle, "Victory Misunderstood," *International Security*, 21 : 2 (Fall 1996), PP. 139 - 179.

مضمون نگار کے مطابق جنگ خلیج میں اتحادیوں کی فتح کے بارے میں دو مکاتب فکر کے تجزیے جو اب تک پیش کیے جاتے رہے ہیں، ان پر نئی معلومات کی روشنی میں نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ آرتھوڈکس کا خیال ہے کہ جنگ میں اتحادیوں کی فتح ان کی قوت بالخصوص جدید ٹیکنالوجی کی مرہون منت تھی۔ جس نے عراق کے جنگی آلات اور ان کی قوت ارادی کو توڑ دیا۔ اس نقطۂ نظر کا مخالف فریق عراق کی کمزوریوں، جیسے ان کے کمزور مورال، کمزور تربیت اور قیادت یا تعداد کے لحاظ سے کم نفری کو اتحادیوں کی فتح گردانتا ہے۔ مضمون نگار تازہ معلومات کی روشنی میں ایک تیسری وضاحت بھی کرتا ہے اور یہ دونوں مکاتب فکر کے بعض نکات پر مشتمل ہے۔ وہ اسے "مہارت کے عدم توازن اور نئی ٹیکنالوجی" کا نام دیتا ہے، جس کی بنا پر اتحادیوں کا نقصان بہت کم ہوا۔

شام

امریکہ اور شام کے سفارتی تعلقات

1. Erik L. Knudson, "United States-Syrian Diplomatic Relations: the Downward Spiral of Mutual Political Hostility (1970-1994)", *Journal of South Asian and Middle Eastern Studies*, XiX : 4 (Summer 1996), PP. 55 _ 77.

امریکہ کے شام کے ساتھ تعلقات ۶۰ء اور ۷۰ء کی دہائیوں میں زیادہ تر خراب رہے ہیں۔ جبکہ ۸۰ء کی دہائی میں لبنان کے مسئلے پر اس سے حالت جنگ کی کیفیت رہی۔ زیر نظر مضمون میں ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۴ء کے دوران امریکہ شام تعلقات کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان امور کا بھی، جو ان دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کی وجہ نزاع بنے رہے۔ مضمون کا مصنف جنیوا کی ویبسٹر یونیورسٹی میں بین الاقوامی شعبہ سیاسیات کا ایسوسی ایٹ پروفیسر ہے۔

ایشیا

ایران

امریکہ کی گمراہ کن پالیسی

1. Fawaz A. Gerges, "Washington's Misguided Iran Policy", *Survival*, 38 : 4 (Witer 1996-97), PP. 5 - 15.

پالیسی میں تبدیلی کی ضرورت

2. Shahram Chubin, "US Policy towords Iran should Change, but it Probably Won't", Ibid; PP. 10 - 18

نرمی سے حوصلہ افزائی کا خدشہ

3. James Woolsey, "Appeasement will Only Encourage Iran", Ibid; PP. 19 - 21

جریدہ Survival میں ایران کے حوالے سے کلنٹن انتظامیہ کی تصادم کی پالیسی پر بحث کے لیے تین ماہرین کے نقطہ ہائے نظر کو شائع کیا گیا ہے۔ ان میں سے اول الذکر دو موجودہ پالیسی کے مخالف جبکہ تیسرے کے خیال میں موجودہ پالیسی جاری رہنی چاہیے۔ جرجز کا کہنا ہے کہ صدر کلنٹن کی حکومت اعلانیہ ایران سے ٹکراؤ کی پالیسی پر گامزن ہے اور اس نے ۱۹۹۵ء سے ایران کے خلاف اقتصادی اور سیاسی